شرعی عائلی احکام کی دفعہ بندی:

متن قانونِ ثبوتِ نسب (دوسری قسط)

مفتی شعیب عالم
اُستاذ و مفتی دارالافتاء جامعہ

فصلِ دوم: نکاحِ فاسد

دفعہ۱۲۔نکاحِ فاسد کی صورت میں ثبوتِ نسب:

(۱) نکاحِ فاسد میں متارکت یا تفریق سے پہلے جو اولاد پیدا ہو وہ شوہر کے اقرار یا تصدیق کے بغیر بھی صحیح النسب قرار پائے گی اور لعان سے بھی ان کا نسب منتفی نہ ہوگا، مگر شرط یہ ہے کہ:

الف۔ دخول کے بعد اقل مدتِ حمل گزر چکی ہو۔

ب۔ شوہر بالغ یا مراہق ہو۔

ج۔ زوجین میں عدم یکجائی کا ثبوت نہ ہو۔

دخول کے بعد چھ ماہ سے کم مدت میں ولادت کی صورت میں نومولود ثابت النسب نہیں قرار پائے گا، اگرچہ عقد کے بعد چھ ماہ گزر چکے ہوں، ماسوا اس صورت کے کہ شوہر دعوائے نسب کرے، مگر شرط ہوگا کہ زنا کی تصریح نہ کرے۔

(۲) جو اولاد نکاح کی تنسیخ بذریعہ متارکت یا تفریق کے بعد اکثر مدتِ حمل کے اندر پیدا ہو، وہ صحیح النسب کہلائے گی۔

فصلِ سوم: شبہ

دفعہ۱۳۔شبہ کی صورت میں ثبوتِ نسب

جو بچہ محل یا عقد کے شبہ میں وطی کے نتیجے میں پیدا ہو وہ واطی سے ثابت النسب کہلائے گا، جب کہ واطی اس کے نسب کا دعویٰ کرے۔

اگر وطی فعل کے شبہ کی بنا پر ہو تو اولاد غیر صحیح النسب کہلائے گی، مگر یہ کہ کوئی شبِ زفاف میں اپنی حقیقی زوجہ کے گمان میں کسی اجنبیہ سے وطی کرلے، جب کہ اسے باور کرایا گیا ہو کہ وہ اس کی حقیقی زوجہ ہے۔

بابِ چہارم

ثبوتِ نسب درصورتِ تفریق

دفعہ۱۴۔معتدہ جو عدت گزرنے کا اقرار کرتی ہو:

معتدہ جو عدت گزرنے کا اقرار کرتی ہو، خواہ:

مطلقہ مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ

مراہقہ ہو یا کبیرہ

عدت نکاح صحیح کی ہو یا فاسد کی

عدت طلاق کی ہو یا وفات کی یا کسی دیگر شرعی سبب تنسیخ کی بنا پر ہو

اگر طلاق کی عدت ہو تو طلاقِ رجعی ہو یا بائن

اگر طلاق بائن ہو تو بینونتِ صغریٰ ہو یا کبریٰ

اگر طلاق یا وفات یا تنسیخ جیسی صورت ہو، کے بعد چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہو تو نومولود ثابت النسب کہلائے گا، مگر شرط ہوگا کہ:

الف: مدت اس قدر ہو کہ جس میں عدت گزر سکتی ہو۔

ب: عدت گزرنے کا اقرار فوری ہو۔

استثناء: آیسہ اگر عدت گزرنے کا اقرار کرے اور پھر دو سال سے کم مدت میں بچہ کو جنم دے تو نومولود کا نسب ثابت ہوگا۔

دفعہ۱۵۔معتدہ بائنہ سے ثبوتِ نسب:

(۱) انقطاعِ زوجیت کے بعد، ثبوتِ نسب درج ذیل شرائط کے ساتھ مشروط ہوگا:

الف۔ بچہ دو سال یا اس سے کم مدت میں تولد ہوا ہو۔

ب۔ عورت مدخولہ ہو۔

ج۔ معتدہ عدت گزرنے کا اقرار نہ کرتی ہو۔

استثناء: جڑواں بچوں کی پیدائش کی صورت میں اگر ایک بچہ مدتِ حمل کے اندر پیدا ہو تو دونوں بچے ثابت النسب کہلائیں گے۔

دو سال سے زائد مدت میں ولادت سے بچہ ثابت النسب نہیں کہلائے گا، مگر یہ کہ شوہر نسب کا دعویٰ کرے، بہ شرط یہ کہ زنا کی تصریح نہ کرے، عورت کی تصدیق کی ضرورت نہ ہوگی۔

(۲) معتدہ عدت گزرنے کا اقرار کرتی ہے تو:

قطعِ زوجیت کے چھ ماہ سے کم مدت میں ولادت کی صورت میں بچہ کا نسب باپ سے قائم ہوگا۔

چھ ماہ یا اس سے زائد مدت کی صورت میں جوازِ نسب قائم نہ سمجھا جائے گا، خواہ ولادت:

الف۔ انقطاعِ نکاح کے دو سال کے اندر ہو۔

ب۔ دو سال سے کم مدت میں ہو۔

ج۔ چھ ماہ کی مدت میں ہو۔

دفعہ ۱۶۔ بیوہ سے ثبوتِ نسب:

(۱) بیوہ، بہ شرط یہ کہ:

الف۔ مراہقہ نہ ہو۔

ب۔ عدتِ وفات گزرنے کا اقرار نہ کرتی ہو۔

اگر شوہر کی تاریخ وفات کے بعد دو سال کے اندر بچہ جنم دے تو بچہ صحیح النسب کہلائے گا۔

اگر بیوہ شوہر کی وفات کے بعد دو سال سے زائد مدت میں بچہ جنم دے تو وہ ثابت النسب نہیں کہلائے گا، مگر یہ کہ میت کے ورثاء نسب کا دعویٰ کریں۔

(۲) بیوہ عدت گزرنے کا اقرار کرتی ہو تو ثبوتِ نسب کے لیے لازم ہے کہ:

الف۔ بچہ اقرار کے بعد چھ ماہ کے اندر پیدا ہو۔

ب۔ شوہر کی تاریخ وفات سے دو سال کے اندر پیدا ہو، بنابرایں: اگر اقرار کے پورے چھ ماہ بعد یا چھ ماہ سے زیادہ مدت میں بچہ کی پیدائش ہوئی تو جوازِ نسب قائم نہ ہوگا، خواہ، ولادت:

وفات کے بعد دو سال کے اندر ہو۔

کامل دو سال میں ہو۔

دو سال سے زائد مدت میں ہو۔

توضیح: شق اول کی ذیلی شق ب میں اگر نسب کی تصدیق کرنے والے ورثاء اہل

شہادت ہوں تو نسب تمام لوگوں کے حق میں ثابت سمجھا جائے گا، اگر اہلِ شہادت نہ ہوں تو صرف مقرین کے حق میں نسب ثابت ہوگا۔

دفعہ ۱۷۔ مراہقہ سے ثبوتِ نسب:

(۱) مراہقہ اگر مدخولہ نہ ہو تو:

الف۔ چھ ماہ سے کم مدت میں ولادت سے بچہ ثابت النسب ہوگا۔

ب۔ چھ ماہ یا اس سے زیادہ مدت میں ولادت کی صورت میں بچہ ثابت النسب نہیں ہوگا۔

(۲) مراہقہ اگر مدخولہ ہو اور عدت گزرنے کا اقرار کرے تو:

الف۔ اقرار کے بعد چھ ماہ کے اندر پیدا ہونے والا بچہ ثابت النسب ہے۔

ب۔ چھ ماہ یا اس سے زائد میں پیدا ہونے والا بچہ ثابت النسب نہیں ہے۔

(۳) مراہقہ اگر عدت گزرنے کا اقرار نہ کرتی ہو تو:

الف۔ اگر حمل کا دعویٰ ہو تو کبیرہ کا حکم رکھتی ہے۔

ب۔ اگر حمل کا دعویٰ نہ ہو تو طلاق کے بعد نو ماہ سے پہلے بچہ پیدا ہو تو ثابت النسب ہے، ورنہ نہیں۔

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک طلاقِ بائن کی صورت میں دو سال تک اور رجعی کی صورت میں ستائیس مہینے تک بچہ ثابت النسب کہلائے گا۔

فصلِ دوم

دفعہ ۱۸۔ ثبوتِ نسب وولادت اور تعیینِ ولادت میں اختلاف:

(۱) زمانۂ زوجیت کے قیام کی حالت میں شوہر:

الف۔ نسب کی تصدیق کرے، یا

ب۔ سکوت برتے

بہر دو صورت نسب ثابت ہے۔

اگر شوہر نسب کا انکار کرے تو:

الف۔ نکاحِ صحیح کی صورت میں بجز لعان، نسب کی نفی کا اور کوئی طریقہ نہیں۔

ب۔ نکاحِ فاسد کی صورت میں انکارِ نسب کے لیے لعان کا عمل بھی مؤثر نہیں۔

(۲) حالتِ قیامِ نکاح میں اگر شوہر بچہ کی ولادت کا انکار کرے تو ایک:

الف۔ آزاد

ب۔ عاقلہ

ج۔ بالغہ

د۔ مسلمان

عورت کی گواہی، خواہ:

دایہ ہو یا کوئی اور ہو، یا

ایک ایسے عادل مرد کی گواہی جس نے بوقتِ ولادت دانستہ نگاہ نہ ڈالی ہو، ثبوتِ ولادت کے واسطے کافی ہے۔

(۳) معتدہ رجعیہ اگر:

عدت کے اختتام پذیر ہونے کی مدعیہ نہ ہو، اور

دو سال سے زائد مدت میں بچہ جنم دے، اور

شوہر بچہ کی ولادت کا انکار کرے تو ذیلی شق ۲ کے احکام کے بموجب عمل درآمد ہوگا۔

(۴) انقطاعِ زوجیت کی صورت میں خواہ انقطاع:

الف۔ طلاق بائن کی وجہ سے ہو، یا

ب۔ شوہر کی وفات کی وجہ سے ہو، یا

ج۔ کسی اور شرعی سبب فسخ کی بنا پر ہو۔

اگر معتدہ مدتِ حمل میں ولادت کی مدعیہ ہو اور شوہر یا اس کے ورثاء منکر ہوں، تو ثبوتِ ولادت کے واسطے امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک کامل شہادت درکار ہوگی، مگر یہ کہ:

شوہر نے حمل کا اعتراف کیا ہو، یا

حمل کا ہونا بالکل واضح ہو۔

(۴) اگر شوہر نومولود کی ولادت کا معترف مگر تعیین اور شناخت میں اختلاف کرے تو ایک:

الف۔ آزاد

ب۔ عاقلہ

ج۔ بالغہ

عورت کی گواہی درکار ہوگی، جب کہ صاحبین کے نزدیک درج بالا تمام صورتوں میں ایک عورت کی یا ایک مرد کی جس نے دانستہ نگاہ نہ ڈالی ہو کافی ہے۔

توضیح: ظہورِ حمل سے مراد یہ ہے کہ حاملہ چھ ماہ سے قبل بچہ جن دے، دوسرا قول یہ ہے کہ حمل کی علامات اس قدر ظاہر ہوں کہ اس سے حمل کا غلبۂ ظن ہو جائے۔

بابِ پنجم

اقرار

فصلِ اول: براہِ راست اقرار

دفعہ ۱۹۔ مرد کی طرف سے اقرارِ ولدیت:

(۱) کسی مرد کی طرف سے اقرارِ ولدیت سے قیامِ نسب متذکرہ ذیل شرائط کے ساتھ مشروط ہوگا:

الف۔ فریقین کے عمریں ایسی ہوں کہ اقرار کنندہ مقرلۂ کا باپ ہوسکتا ہو۔

ب۔ مقرلۂ مجہول النسب ہو۔

ج۔ ولدیت کا اقرار زنا کی تصریح کے ساتھ نہ ہو۔

د۔ اقرار کو مقرلۂ نے مسترد نہ کیا ہو، جب کہ وہ (جمہور کے نزدیک) عاقل و بالغ اور احناف کے نزدیک سمجھ دار ہو۔

ھ۔ اقرارِ نسب متنازع نہ ہو، مثلاً: کوئی اور شخص بھی مقرلۂ کے نسب کا مدعی نہ ہو۔

و۔ مقرلہ حیات ہو، مگر یہ کہ اس کی کوئی اولاد ہو تو فوت شدہ شخص کے متعلق بھی اقرارِ ولدیت درست ہوگا۔

ز۔ کوئی ایسا منفی قرینہ قائم نہ ہو جس کی بنا پر مقرلۂ، مقر کی جائز اولاد نہ ہوسکتا ہو۔

شرائط بالا کی موجودگی میں جواز نسب قائم ہوگا، خواہ
مقرلہ لڑکا ہو یا لڑکی، اور خواہ
مقر مرضِ وفات کے اندر ہی مبتلا کیوں نہ ہو
اقرارِ ولدیت کے اثر سے فریقین کے درمیان شرعی حقوق اور ذمہ

داریاں پیدا ہوں گی۔

مقرلۂ مقر کے ورثاء کے ساتھ وراثت میں شریک ہوگا، اگرچہ مقر کے ورثاء مقرلۂ کے نسب کا انکار کریں۔

مقرلۂ مقر کے باپ سے بھی حصہ رسدی کا مستحق ہوگا، اگرچہ وہ مقرلہ کے نسب کا انکار کرتا ہو۔

(۲) اگر کوئی عورت مقر کی وفات کے بعد بایں طور مدعیہ ہو کہ وہ مقر کی زوجہ ہے اور مقر لۂ مقر سے اس کی جائز اولاد ہے تو شرائط ذیل کی موجودگی میں وہ بھی مقر کی وارثہ قرار پائے گی:

الف۔ مدعیہ کا مقرلۂ کی ماں ہونا مشہور و معروف ہو۔

ب۔ مدعیہ کا مسلمان ہونا مشہور و معروف ہو۔

ج۔ مدعیہ اصلاً آزاد ہو یا مقرلۂ کی ولادت سے دو سال پیشتر آزاد ہو چکی ہو۔

اگر مقر کے ورثاء انکار کریں کہ مدعیہ:

مقر کی زوجہ نہ ہے، یا

مقرلۂ کی والدہ نہ ہے، یا

مقر کی وفات کے وقت وہ مسلمان نہ تھی

تو مدعیہ مقر کی وارثہ نہیں قرار پائے گی، یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب کہ:

مدعیہ کا آزاد ہونا، یا

مقرلہ کی ماں ہونا، یا

مسلمان ہونا معلوم نہ ہو، اگرچہ مقر کا کوئی وارث اختلاف نہ کرتا ہو، مگر یہ کہ مدعیہ شہادت کے ساتھ امر متنازع ثابت کر دے۔

استثناء: ولد الملاعنہ کا دعویٰ نسب اور ملاعن کے علاوہ کسی اور کے ساتھ اس کے نسب کا الحاق جائز نہ ہوگا۔

توضیح: ولد الملاعنہ کا استثناء شق ا کی ذیلی شق ب سے ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ ملاعن کے حینِ حیات امکان رہتا ہے کہ وہ اپنے قول سے رجوع کرتے ہوئے اپنے اس دعوی کو جھٹلا دے کہ بچہ اس کا نہیں ہے۔

دفعہ۲۰۔عورت کی طرف سے اقرارِ ولدیت:

(۱) اگر کوئی عورت جو نہ کسی کی منکوحہ ہو اور نہ معتدہ، اور کسی کے متعلق اقرارِ ولدیت کرے تو شرط ہوگا کہ:

الف۔ فریقین کے عمریں ایسی ہوں کہ اقرار کنندہ عورت مقرلہٗ کی ماں ہوسکتی ہو۔

ب۔ مقرلہٗ کا مادری نسب مجہول ہو۔

ج۔ ولدیت کا اقرار زنا کی تصریح کے ساتھ نہ ہو۔

د۔ اقرار کو مقرلہٗ نے قبول کیا ہو، بہ شرطیکہ وہ تصدیق کا اہل ہو، مثلاً ممیّز ہو، اگر مقرلہٗ تصدیق کا اہل نہ ہو تو پھر تصدیق شرط نہ ہوگی۔

ھ۔ اقرارِ نسب متنازع نہ ہو، مثلاً: کوئی اور عورت مقرلہٗ کی ماں ہونے کی دعوی دار نہ ہو۔

و۔ کوئی ایسا منفی قرینہ قائم نہ ہو جس کی بنا پر مقرلہٗ، مقر کی جائز اولاد نہ ہوسکتا ہو۔

(۲) الف: جو کوئی عورت کسی کی منکوحہ ہو اور اقرار کرے کہ کوئی بچہ اس کے شوہر سے اس کی جائز اولاد ہے اور شوہر تصدیق کرے تو مقرلہٗ کا نسب مدعیہ اور اس کے شوہر دونوں سے قائم سمجھا جائے گا، اگر شوہر انکار کرے تو شہادت کی اہلیت رکھنے والی ایک عورت کی گواہی، خواہ دایہ ہو یا کوئی اور، یا ایک عادل مرد کی گواہی کافی ہوگی۔

ب: یہ حکم اس صورت میں بھی ہے کہ جب کوئی عورت طلاقِ رجعی کی عدت میں ہو اور اکثر مدتِ حمل گزرنے کے بعد بچے کو جنم دے۔

(۳) اگر کوئی عورت کسی کی منکوحہ ہو اور اقرار کرے کہ کوئی بچہ اس کے شوہر کے علاوہ کسی اور سے اس کی اولاد ہے تو شق ۲ کے احکام کے تحت عمل درآمد ہوگا، تاہم شوہر کی تصدیق کی ضرورت نہ ہوگی۔

(۴) جو کوئی عورت قطعِ زوجیت کے بعد کسی بچے کے متعلق اقرارِ ولدیت کرے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک کامل گواہی درکار ہوگی، جب کہ صاحبینؒ کے نزدیک شہادت کی اہلیت رکھنے والی ایک عورت کی گواہی کافی ہوگی۔

توضیح (۱) شق ۲ میں مذکور انقطاعِ زوجیت خواہ بوجہ طلاقِ بائن ہو یا بسبب وفاتِ شوہر ہو یا

کسی اور شرعی سببِ تنسیخ کی بنا پر ہو۔

توضیح (۲) شق ۲ کی ذیلی شق ب کا حکم مثلِ منکوحہ اس لیے ہے کہ احناف کے نزدیک اگر معتدہ رجعیہ اکثر مدتِ حمل کے بعد بچہ جنم دے اور وہ عدت گزرنے کا اقرار نہ کرتی ہو تو ولادتِ رجعت کہلاتی ہے، اس لیے یہ عورت بمنزلہ منکوحہ کے ہے اور منکوحہ اپنا دعویٰ ایک عورت کی شہادت سے ثابت کرسکتی ہے۔

دفعہ ۲۱۔ پدری اور مادری رشتہ کا اقرار:

جو کوئی مجہول النسب لڑکا یا لڑکی، کسی مرد کے متعلق اپنے باپ ہونے کا اقرار کرے، اور:

(۱) ظاہری حالات و واقعات سے اقرار کی تکذیب نہ ہوتی ہو

(۲) اقرار کنندہ کا باپ معروف نہ ہو

(۳) اقرار کنندہ زنا کے سبب اس مرد کو اپنا باپ قرار نہ دیتا ہو

(۴) کوئی منفی قرینہ اقرار کی تکذیب پر قائم نہ ہو

(۵) اور وہ مرد جس کے متعلق اقرار کیا گیا ہے، تصدیق کرتا ہو

تو مقر اور مقرلہٗ کے مابین پدری اور فرزندی کا رشتہ ثابت قرار پائے گا اور اس رشتے کے حقوق و فرائض دونوں پر عائد ہوں گے۔

اگر مقرلہٗ انکار کرے تو اقرار کے ثبوت کے لیے کامل شہادت درکار ہوگی اور اگر مقر شہادت گزارنے سے قاصر رہے تو مقرلہٗ کا انکار حلف کے ساتھ معتبر ہوگا۔

یہی حکم اس صورت میں بھی ہے کہ جب کوئی لڑکا یا لڑکی کسی عورت کے متعلق مادری رشتہ کا اقرار کرے۔

فصل دوم: بالواسطہ اقرار

دفعہ ۲۲۔ اُخوت کا اقرار:

جو کوئی عاقل و بالغ شخص اپنے والد کی وفات کے بعد کسی مجہول النسب شخص کے متعلق اپنے بھائی ہونے کا اقرار کرے اور میت کے دیگر ورثاء انکار کریں تو اقرار کا اثر صرف مقر کی ذات تک محدود رہے گا اور مقرلہٗ، مقر کے حصۂ وراثت میں نصف حصے کا مستحق ہوگا۔

شرط: پدری اور مادری رشتہ کے اقرار کی جو شرائط ہیں، وہ لاگو ہیں۔ **(جاری ہے)**